Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۲۲۹

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمودا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۲

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم بدھ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۳۰ پیسے

جلد ۶۵/۳۰ | ۱۰ صفر ۱۳۹۶ھ ۱۱ تبلیغ ۱۳۵۵ ہش ۱۱ فروری ۱۹۷۶ء | نمبر ۳۴

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تقویٰ کا مرحلہ وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے

اس کیلئے ایک طرف دعا اور دوسری طرف کوشش کی ضرورت ہے خدا نے دونوں کی تاکید فرمائی ہے

"دینی اور دنیاوی علوم میں یہ فرق ہے کہ دنیاوی علوم کی تحصیل اور اُن کی باریکیوں پر واقف ہونے کے لئے تقویٰ طہارت کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک پلید سے پلید انسان خواہ کیسا ہی فاسق فاجر ہو ظالم ہو وہ ان کو حاصل کر سکتا ہے۔ چوڑھے چمار بھی ڈگریاں پالیتے ہیں لیکن دینی علوم اس قسم کے نہیں ہیں کہ ہر ایک ان کو حاصل کر سکے، ان کی تحصیل کے لئے تقویٰ اور طہارت کی ضرورت ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یمسّہٗ اِلّا المطھرون۔ پس جس شخص کو دینی علوم حاصل کرنے کی خواہش ہے اسے لازم ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے۔ جس قدر وہ ترقی کرے گا اسی قدر لطیف دقائق اور حقائق اس پر کھلیں گے۔

تقویٰ کا مرحلہ بڑا مشکل ہے اسے وہی طے کر سکتا ہے جو بالکل خدا تعالیٰ کی مرضی پر چلے۔ جو وہ چاہے وہ کرے اپنی مرضی نہ کرے۔ بناوٹ سے کوئی حاصل کرنا چاہے تو ہر گز نہ ہوگا اس لئے خدا کے فضل کی ضرورت ہے اور وہ اسی طرح سے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو دعا کرے اور ایک طرف کوشش کرتا رہے۔ خدا تعالیٰ نے دعا اور کوشش دونوں کی تاکید فرمائی ہے۔ ادعونی استجب لکم میں تو دعا کی تاکید فرمائی ہے اور والذین جاھدوا فینا لنھدینّھم سبلنا میں کوشش کی۔ جب تک تقویٰ نہ ہوگا اولیاء الرحمٰن میں ہرگز داخل نہ ہوگا اور جب تک یہ نہ ہوگا حقائق اور معارف ہرگز نہ کھلیں گے۔ قرآن شریف کی عروس اسی وقت پردہ اٹھاتی ہے جب اندرونی غبار دور ہو جاتا ہے مگر افسوس ہے کہ جس قدر محنت اور دعا دنیوی امور کے لئے ہوتی ہے خدا تعالیٰ کے لئے اس قدر بالکل نہیں ہوتی اگر ہوتی ہے تو عام رسمی رواجی الفاظ میں کہ صرف زبان پر ہی وہ مضمون ہوتا ہے نہ کہ دل میں۔ اپنے نفس کے لئے تو بڑے سوز اور گدازش سے دعائیں کرتے ہیں کہ قرض سے خلاصی ہو یا فلاں مقدمہ میں فتح ہو یا مرض سے نجات ملے مگر دین کے لئے ہرگز وہ سوزش وگدازش نہیں ہوتی۔ دعا صرف لفظوں کا نام نہیں کہ موٹے اور عمدہ عمدہ لفظ بول لئے بلکہ یہ اصل میں ایک موت ہے۔ ادعونی استجب لکم کے یہی معنے ہیں کہ انسان سوز و گدازش میں اپنی حالت موت تک پہنچا دے مگر جاہل لوگ دعا کی حقیقت سے ناواقف اکثر دھوکہ کھاتے ہیں جب کوئی خوش قسمت انسان ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ دنیا اور اس کے افکار کیا شے ہیں اصل بات تو دین ہے، اگر وہ ٹھیک ہوا تو سب ٹھیک ہے۔" (الملفوظات جلد ششم صفحہ ۲۲۶ تا صفحہ ۲۲۸)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۱ تبلیغ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع یہ ہے کہ:-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت و عافیت سے رکھے، عمر میں غیر معمولی برکت ڈالے اور تا دیر سلامت رکھے۔ آمین۔

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی طبیعت کل دن بھر ٹانگ کی درد کے علاوہ چکروں کی بھی تکلیف کی وجہ سے ناساز رہی۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ممدوحہ مدظلہا کو اپنے فضل سے کامل و عاجل شفا عطا فرمائے۔ آمین

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ

غلبۂ اسلام کے متعلق خدائی وعدے بہرحال پورے ہوں گے، انشاء اللہ

صد سالہ احمدیہ جوبلی فنڈ میں حصہ لینے کی تحریک فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کو فرمایا:

"ہم اس پختہ یقین پر قائم ہیں کہ غلبۂ اسلام کے متعلق خدا تعالیٰ کے وعدے بہرحال پورے ہوں گے!"

پس فرمایا:-

"صبر و استقلال کے ساتھ قربانیاں دیتے چلے جاؤ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں لگے رہو"

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

ضروری گذارش

صدر انجمن احمدیہ کے لازمی چندہ جات کی کُل آمد پر بشرح ادائیگی اواخر اپریل تک مالی سال کے ختم ہونے سے قبل ضروری ہے۔ مخلصین جماعت کُل آمد پر چندہ عام / حصہ آمد اور چندہ جلسہ سالانہ کی بشرح ادائیگی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص اور اموال میں بے حد برکت دے۔ آمین

(ناظر بیت المال آمد ربوہ)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۱ر تبلیغ ۱۳۵۵ھش

۱۱ر فروری ۱۹۷۶ء

افتراء پردازی اور سراسر جھوٹے پراپیگنڈہ کی بدترین مثال

پاکستان کو بدنام کرنے اور ملکی مفاد کو نقصان پہنچانے کی انتہائی مذموم کوشش

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مخالفینِ حق کی ایک واضح اور بیّن علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ پکے جھوٹے، دروغ گو اور افتراء پرداز ہوتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی اِس خاص علامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ۚ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ۝ (النحل آیت ۱۰۶)

ترجمہ:۔ جھوٹ وہی لوگ باندھا کرتے ہیں جو اللہ کے نشانوں پر ایمان نہیں رکھتے اور یہی لوگ پکے جھوٹے ہوتے ہیں۔

یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا سارا کاروبار جھوٹ پر مبنی ہوتا ہے اس لئے یہ جھوٹ بولے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔ بڑے سے بڑا جھوٹ بولتے ہیں اور پھر اسے دُہراتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کے ایک بہت بڑے جھوٹ کا ذکر کرنے کے بعد فرماتا ہے:۔

کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ ؕ اِنْ یَّقُوْلُوْنَ اِلَّا کَذِبًا ۝ (الکہف آیت ۶)

ترجمہ:۔ یہ بہت بڑی (خطرناک) بات ہے جو اُن کے مونہوں سے نکل رہی ہے اور یہ محض جھوٹ بول رہے ہیں۔

اِس زمانہ میں جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی طرف سے جنہوں نے قیامِ پاکستان کی شدید مخالفت کی تھی جماعت کے خلاف اِس کثرت سے جھوٹ بولا جا رہا ہے اور سراسر جھوٹی باتوں کی اِس دلیری سے اشاعت کی جا رہی ہے کہ الامان والحفیظ۔ جماعت احمدیہ کے مخالفین کا چلایا ہوا دروغ گوئی کا یہ سلسلہ بھی اِس جماعت کے منجانب اللہ ہونے کی ایک بیّن دلیل ہے کیونکہ یہ لوگ جھوٹ بولے بغیر اپنی دُکان چمکا ہی نہیں سکتے۔ جھوٹ پر جھوٹ بولے چلے جاتے ہیں اور قطعاً کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔

پچھلے دنوں ان لوگوں کی طرف سے کسی گمنام یا فرضی یہودی کی گمنام یا فرضی کتاب کا سہارا لے کر یہ افتراء گھڑا اور بہتانِ عظیم باندھا گیا کہ احمدی پاکستان سے فرار ہو کر اسرائیل جا رہے ہیں اور وہاں یہودیوں کی فوج میں بھرتی ہو رہے ہیں اور یہ کہ ۱۹۷۲ء تک چھ سو پاکستانی احمدی اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہو چکے تھے۔ پہلے اِس افتراءِ عظیم کو ایک چھوٹی سی خبر کی شکل میں ایک خاص اخبار میں شائع کرایا گیا۔ اس کے بعد جماعت اسلامی کے پروفیسر غفور احمد نے اپنے ایک بیان میں اسے ہوا دی۔ پھر جماعتِ اسلامی کی شہ پر ہی مولانا ظفر احمد انصاری نے اپنے ایک انٹرویو میں (جو جماعت اسلامی کے ایک رسالہ میں شائع ہوا) اس پر حاشیے چڑھائے اور اب جماعتِ اسلامی کے گماشتے مولانا ظفر احمد انصاری کا نام استعمال کر کے اِس جھوٹ کی اشاعت عرب ملکوں کے اخبارات میں کرا رہے ہیں اور اس طرح درپردہ پاکستان اور اس کی حکومت کو ان ملکوں میں بدنام کرنے کی انتہائی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں۔

ہم نے الفضل میں اس سراسر جھوٹے اور بے بنیاد الزام کی اُسی وقت تردید کر دی تھی اور لکھا تھا کہ جب پاکستان کے احمدیوں میں سے کوئی اسرائیل گیا ہی نہیں تو اُن کے یہودیوں کی فوج میں بھرتی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہی نہیں بلکہ ان فلسطینی عرب احمدیوں میں سے بھی جو فلسطین میں ناجائز یہودی مملکت کے قیام سے بہت پہلے سے اپنے آبائی وطن میں آباد ہیں اور وہاں اپنے دیگر لاکھوں عرب بھائیوں کے ساتھ نہایت دوستانہ تعلقات رکھتے ہوئے انتہائی ناسازگار اور پُرمصائب حالات میں زندگی گزار رہے ہیں کسی ایک احمدی نے یہودیوں کی فوج میں کبھی ملازمت نہیں کی۔ یہ ایک سراسر افتراء ہے جسے جماعت احمدیہ کے مخالفین میں سے علی الخصوص جماعت اسلامی نے عمداً تراشا ہے اور اس کی طرف سے باقاعدہ ایک سکیم کے ماتحت اِس افتراءِ عظیم کو پھیلایا جا رہا ہے۔ اِس تردید کے باوجود پچھلے دنوں مجلس تحفظ ختم نبوت لائلپور کے مولوی تاج محمود کا ایک مضمون ۱۹ر جنوری ۱۹۷۶ء کے ہفت روزہ "چٹان" لاہور میں شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے بڑی مکاری سے اس سراسر جھوٹی اور مَن گھڑت خبر پر کذب و افتراء کا ایک محل تعمیر کرنے کی نہایت ہی مذموم کوشش کی ہے جس سے اُن کا اصل مقصد کُھل کر سامنے آگیا ہے اور وہ ہے پاکستان کو بدنام کرنا اور برادر ملکوں میں اس کے مفادات کو نقصان پہنچانا۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے:۔

"اگر (افتراء پردازوں کے بقول۔ ناقل) ۱۹۷۲ء میں چھ سو قادیانی تھے تو اب ان کی تعداد یقیناً ہزاروں تک پہنچ چکی ہوگی اور یہ اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہونے والے لوگ ظاہر ہے پاکستان کی فوج سے نکل کر وہاں گئے ہوں گے (یعنی نہ پاکستان کی فوج کو اِس کا علم ہو سکا اور نہ حکومت کے نوٹس میں یہ بات آسکی۔ سب اِس سے غافل اور بے خبر رہے۔ ناقل) ہمارے فوجی راز یہودیوں کے قبضہ میں چلے گئے ہوں گے۔ اس سے بڑی غداری اور اسلام دشمنی مرزائیوں کی اور کیا ہو سکتی ہے.....

اگر اِس خوفناک الزام کے بعد بھی حکومت مرزائیوں سے کوئی ایکشن نہیں لیتی تو عوام بے شمار شکوک و شبہات میں مبتلا ہو جانے میں حق بجانب ہوں گے اور پھر کوئی شخص اِس طرح بھی سوچ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ ہماری وزارت خارجہ کے علم اور مرضی سے ہو رہا ہے۔"

(ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۱۹ر جنوری ۱۹۷۶ء)

صاف عیاں ہے کہ پہلے خود ہی ایک جھوٹ گھڑا اور پھر مفروضے قائم کر کے اُس جھوٹ پر افتراء پردازی کی عمارت تعمیر کرتے کرتے خود افواجِ پاکستان اور وزارت خارجہ پر اولاً بے خبری اور پھر عمداً چشم پوشی اور شرکت کا الزام عائد کر ڈالا اور اِس طرح ظاہر کر دیا کہ اِس سفید جھوٹ اور سراسر جھوٹے پراپیگنڈہ کا یہی اصل مقصد ہے۔ جب وہ بات ہی سرتاپا جھوٹی اور مَن گھڑت ہے جس پر بنیاد قائم کر کے افتراء پردازی کی عمارت تعمیر کی گئی ہے تو مولوی تاج محمود کے مفروضے بھی جھوٹ کا پلندہ ہیں اور ان سے اخذ کردہ نتائج بھی ایک جھوٹے اور مکار ذہن کی انتہائی مکروہ فتنہ انگیزی کے سوا اور کچھ نہیں ہیں۔

جب کوئی احمدی بھی پاکستان سے فرار ہو کر اسرائیل نہیں گیا اور نہ فلسطین کے عرب احمدیوں میں سے کوئی ایک فرد بھی اسرائیل کی فوج میں ملازم ہے تو پھر ۱۹۷۲ء تک چھ صد پاکستانی احمدیوں کے اسرائیلی فوج میں بھرتی ہونے کا سوال ہی کیسے پیدا ہو سکتا ہے اور بعد ازاں احمدیوں کے ہزاروں کی تعداد میں پاکستانی فوج سے بھاگ کر اسرائیلی فوج میں ملازمت اختیار کرنے کے امکان کے لئے گنجائش کیا نکل سکتی ہے؟ جھوٹ بہرحال جھوٹ ہے خواہ اسے بولنے والا کوئی یہودی ہو یا اس کا ہمنوا کوئی اور یہودی صفت دشمنِ پاکستان۔ اِس سراسر جھوٹے اور بے بنیاد اتہام سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اِس جھوٹے الزام کو اُچھال کر اِس پر حاشیے چڑھانے والوں اور یہودیوں کے مابین ضرور کوئی سازباز ہے اور دونوں کی ملی بھگت اور گٹھ جوڑ سے افتراء پردازی کا یہ مکروہ ڈرامہ کھیلا جا رہا ہے تاکہ بالواسطہ افواجِ پاکستان، حکومتِ پاکستان اور بالخصوص وزارتِ خارجہ کو ملزم ٹھہرا کر انہیں بدنام کیا جا سکے اور برادر ملکوں کے ساتھ پاکستان کے انتہائی دوستانہ تعلقات کو نقصان پہنچایا جا سکے۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کے اِن ازلی دشمنوں اور ان کی سازشوں سے پاکستان کو محفوظ رکھے اور اپنے خاص فضل و کرم سے اسے مستحکم سے مستحکم تر بناتا چلا جائے اور قوم کو کامل اتحاد و ائتلاف کی دولت سے مالا مال فرما کر اسے دن دونی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

جماعت احمدیہ کی ۵۷ ویں مجلس مشاورت

۲۶-۲۷-۲۸ر مارچ ۱۹۷۶ء کو منعقد ہوگی، انشاء اللہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی ۵۷ ویں مجلس مشاورت انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۶-۲۷-۲۸ر مارچ ۱۹۷۶ء (مطابق ۲۶-۲۷-۲۸ر امان ۱۳۵۵ ہش) بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار ایوانِ محمود میں منعقد ہوگی۔

ایجنڈا کے لئے تجاویز مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۲۰ر فروری ہے۔ تجاویز حسب قواعد جماعتوں کے اجلاسِ عام میں پیش ہو کر اور کثرت رائے سے پاس ہو کر آنی چاہئیں۔

نمائندگان کے اسماء گرامی ۱۰ر مارچ / امان تک پہنچ جانے چاہئیں۔ (سیکرٹری مجلس مشاورت)

Digitized by Khilafat Library Rabwah
روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۱؍ تبلیغ ۱۳۵۵ ہش

خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

محترم مولوی دوست محمد صاحب شاہد مؤلف تاریخ احمدیت

(۷)

فرانسیسی مستشرق لامنس اور ڈاکٹر فلپ حتی نے یہ مضحکہ خیز نظریہ قائم کیا ہے کہ خلافت صدیقی دراصل حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ عامر بن الجراح کی "سیاسی سازش" کے نتیجہ میں معرض وجود میں آئی (ترجمہ "ابوبکر صدیق" مولفہ عمر ابوالنصر صفحہ ۱۲۴ مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی مرحوم ناشر ادارہ فروغ اسلام)

ڈاکٹر فلپ کے حتی (HITTI) (PHILIP K) نے یہ افسانہ بھی تصنیف کیا ہے کہ حضرت علیؓ کو ابتداء ہی سے سرگرم حامیوں کی ایک جماعت مل گئی تھی جن کا مذہبی عقیدہ یہ تھا کہ رسول اللہ کے بعد علیؓ اور صرف علیؓ کو جانشین بننا چاہیئے کیونکہ وہ رسول اللہ کے چچیرے بھائی، آپ کی صاحبزادی فاطمہؓ کے شوہر اور حسنینؓ کے والد تھے (تاریخ العرب از حتی جزو اول طبع سوم ۱۹۶۱ء ترجمہ تاریخ ہشام ص ۲۴۴ مترجم مولانا غلام رسول مہر ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

حتی نے حضرت علیؓ پر یہ ناپاک افتراء اور ظالمانہ اتہام صرف اس لئے باندھا ہے تا یہ تاثر دیا جاسکے کہ حضرت بانیٔ اسلام کے قریبی رشتہ دار اور ان کے ہمعصر صحابہؓ کے خیال میں بھی اسلام بین الاقوامی آفاقی اور آسمانی تحریک نہیں تھا بلکہ اس کی حیثیت محض ایک نسلی خاندانی اور قبائلی مذہب کی تھی۔

مستشرقین اور دوسرے مغربی مصنفین اسلام سے بغض و عداوت کا زہر نہایت میٹھے اور شیریں الفاظ میں ملا کر پیش کرنے کو ایک فن سمجھتے ہیں۔ فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان نے اپنی کتاب "تمدن عرب" میں اس فن کو کمال تک پہنچا دیا ہے۔ یہ شخص وان کریمر (گبن (GIBBON) ڈاکٹر ویل اور ڈاکٹر سپرنگر کی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سادگی اور بے لوث ملکی خدمات کی بہت تعریف کرتا ہے

(جہاد صدیقی صفحہ ۱۷۷ ابیحر جنرل اکبر خاں)

مگر ساتھ ہی بڑے معصومانہ انداز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر اسلامی حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھانے والے باغیوں سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور یہ کہہ کر چپکے سے اسلامی تاریخ کے جسم میں خنجر گھونپ دیتا ہے کہ پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء کا ذکر خود پیغمبر نے کبھی نہیں کیا تھا اور انہیں اس پیغمبر کی تعلیم کو جاری رکھنے کا کوئی حق نہ تھا ("تمدن عرب" اردو ص ۱۴۲ مترجم سید علی بلگرامی)

گستاؤلی بان بازنطینی عیسائی حکومت اور کسریٰ کی ایرانی حکومت کی خطرناک سازشوں پر پردہ ڈالنے کی خاطر یہ بھی لکھتا ہے کہ بہت ہی تھوڑے دنوں میں حضرت ابوبکرؓ کو معلوم ہو گیا کہ سب سے عمدہ طریقہ ان نااتفاقیوں کے بند کرنے کا یہ ہے کہ عربوں کو ملک سے باہر اپنی جبلی جنگ و جدال کی عادت کو کام میں لانے کا موقعہ دیا جائے اور یہی خواہش تدبیر ہی ان کے بعد کے خلفاء نے بھی برتی اور جب تک یہ تدبیر جاری رہی اسلام برابر ترقی کرتا رہا۔ جس روز عربوں کے لئے دنیا میں ملک فتح کرنے کو باقی نہ رہا اسی روز انہوں نے آپس میں خانہ جنگی شروع کر دی۔

(تمدن عرب ص ۱۳۶)

گستاؤلی بان کا صاف مطلب یہ ہے کہ عہد صدیقی اور بعد کے خلفاء کی فتوحات محض عربوں کو خانہ جنگی سے بچانے کی جنگی چال اور سیاسی ہتھیار تھا جو قیصر و کسریٰ کے خلاف جارحانہ طور پر استعمال کیا گیا۔

غور فرمایئے کس درجہ بے ثبوت مہمل اور بے سروپا دعویٰ ہے۔ اس ضمن میں آرنلڈ جے ٹائن بی نے ایک قدم اور بڑھا کر یہ شوشہ چھوڑا ہے کہ عربوں کی سب فتوحات اس بات کا نتیجہ تھیں کہ ان کے اسلاف متعدد نسلوں تک رومی فوجوں میں رہ چکے تھے (مطالعہ تاریخ جلد ۱ ص ۲۰۶) حالانکہ تاریخ سے قطعاً یہ ثابت نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت خالدؓ بن ولید، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت عمرو بن عاص یا بعد کے آنے والے مشہور مسلمان جرنیلوں نے اپنے اسلاف کی جنگی ہنر مندیوں سے کبھی کسی مرحلہ پر فائدہ اٹھایا ہو

جان بے گاٹ گلب (JOHN BAGOT GLUBB) نے اپنی کتاب "محمد کی سوانح اور آپ کا عہد" میں عرب قبائل کے ارتداد اور مسلح بغاوت کو ایک ہی چیز سمجھا ہے اور پھر اسے عالمی بغاوت UNIVERSAL REBELLION کا نام دے کر یہ ادعا کیا ہے کہ اسے دعوت و تبلیغ سے نہیں خالص فوجی طاقت سے فرو کیا گیا

"THE LIFE AND TIMES OF MOHAMMAD" Page 361
PRINTED IN GREAT BRITAIN
SECOND IMPRESSION 1970

مسٹر گلب کا دعوے بالکل خلاف حقیقت ہے۔ چنانچہ جیسا کہ میں بتا آیا ہوں خلافت صدیقی کے آغاز میں جو بے شمار لوگ از سرِ نو اسلام میں داخل ہوئے وہ محض صحابہؓ رسولؐ کی تبلیغی سرگرمیوں کا نتیجہ تھا جس میں کسی نوع کے سیاسی یا فوجی دباؤ کا ذرہ برابر عمل دخل نہیں تھا۔

دراصل بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی وفات کے بعد کفار مکہ منافقین مدینہ اور قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کی نگاہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بلند پایہ شخصیت ہمیشہ خار کی طرح کھٹکتی رہی ہے۔ رومی اور ایرانی بادشاہ جو اسلام کو شروع ہی سے اپنا حریف سمجھتے تھے اپنے درباروں میں حضرت ابوبکرؓ کو علانیہ آنحضرتؐ کے وزیر کے نام سے موسوم کرتے تھے (الخلفاء الراشدون بحث ۱۱ از محمد اسعد طلس مطبعہ اندلس بیروت ۱۹۵۸ء)

آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہؓ پر منافقوں کی تہمت کا اصل سبب یہی تھا کہ کفر کی تیز آنکھ دیکھ چکی تھی کہ تمام صحابہ رسولؐ میں سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق و فدائی آپ ہی ہیں اس لئے انہوں نے مسلمانوں میں تفرقہ و منافرت اور انتشار پھیلانے کا یہ حربہ اختیار کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تقدس اور عظمت کو پامال اور مجروح کیا جائے تا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی نظر سے گر جائیں۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۲ مروج الذہب (جلد ۱ ص ۲۸۸) اور طبری میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ اسلام کے دشمنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو زہر دے کر مارنے کی بھی سازش کی تھی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ "ان اللہ معنا" کے خدائی وعدہ کے مطابق دشمن اسلام نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کر سکے نہ آپ کو۔

تاہم یہ پرانی دشمنی صدیوں سے جاری ہے یہی وجہ ہے کہ یورپ کے وہ متعصب مصنف جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ناپاک سے ناپاک اور ذلیل سے ذلیل حملے کرتے ہیں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے "ثانی اثنین" صدیق اکبر خلیفۃ الرسولؐ حضرت ابوبکرؓ کو اپنے تیروں کا نشانہ ضرور بناتے ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو برا بھلا کہنے میں خاص طور پر مزہ آتا ہے۔ جان نارمن ہالسٹر (JOHN NORMAN HOLLISTER) نے اپنی کتاب میں بعض آزاد مزاج اور مجہول النسب اور گمنام عناصر کی بناء پر جن کو مسلمانوں کا کوئی شائستہ اور متین طبقہ اچھی نظر سے نہیں دیکھتا اور نہ ان کی حرکات کو پسند کرتا ہے حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کو ایسی ایسی گندی اور غلیظ گالیاں دی ہیں کہ لکھنؤ کے تبرائی بھی شرما گئے ہیں

(ORIENTAL RELIGIONS VOLUME VIII LUZAC and Company Limited London 1953)

ع ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے

شیکسپیئر (SHAKESPEARE) کہتا ہے:-

What is in a
name, call a
rose by another
name it will
smell like a
rose"

نام میں کیا رکھا ہے گلاب کو خواہ کسی اور نام سے پکاریں خوشبو تو گلاب ہی سے آئے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوں ہر ذاتی کبھی تبدیل ہو سکتا نہیں
ایک "انا" کو کوئی کہہ کر "انا دال" تو کیا
پھول آخر پھول ہیں ہر حال میں مہکیں گے وہ
گلستاں کا نام رکھ دو کوئی خارستاں تو کیا
(مولانا ظفر محمد ظفر)

کہتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی سے ایک بزرگ ابو الحسن خرقانی نے کہا کہ بایزید نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا وہ نعوذ باللہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہیں کہ آنحضرتؐ کو ابو لہب اور ابو جہل نے دیکھا اور وہ بدبخت ہی رہے۔ اس بزرگ نے جواب دیا اے بادشاہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
"یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ"
(تذکرۃ الاولیاء باب ۷۷ اصوات: ۱۹۸)

جس طرح کفارِ مکہ نے اپنی تعصب کی آنکھ سے محمد بن عبداللہ کو دیکھا لیکن محمد رسول اللہ کو نہیں دیکھا اسی طرح مستشرقین یورپ ابوبکرؓ ابن ابی قحافہ کو دیکھتے ہیں مگر ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ رسول اللہ کو شناخت نہیں کر سکتے اور انہوں نے اسلام کے معاندوں کی روایات چن کر یا صحیح واقعات سے غلط نتائج اخذ کر کے یا اُس اصل ماحول سے جدا کر کے ایک ایسی تاریخ بنا ڈالی ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور خلافتِ راشدہ پر سخت حرف آتا ہے۔

اللہ کے پیاروں کو تم کیسے بُرا سمجھے
خاک ایسی سمجھ پر ہے سمجھے تو کیا سمجھے

اسلامی دنیا مستشرقین کے طوفان کی زد میں

افسوس صد افسوس مستشرقین کے اس حملہ نے جو اٹھارھویں صدی کے قریب شروع ہوا اُن لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کو جو زمانہ نبوی سے ہزار سالہ بُعد کے باعث اسلام اور خلافت کی حقیقت سے بالکل بے خبر اور محض نا آشنا ہو چکے تھے اسلام ہی سے باغی کر دیا اور جو خوش نصیب ان کا شکار ہونے سے بچ رہے انہوں نے [illegible] غیر مسلم مؤرخین کی عینک سے ہی دیکھا جو کچھ انہوں نے بتایا قبول کر لیا مقصود یہ ہے کہ جن مسلمان مفکروں اور ادیبوں کی پوری عمر مغربی لٹریچر کے مطالعہ میں گزری مغربی خیال ایک حد تک ان کا طبیعتِ ثانیہ بن گیا اور وہ دانستہ یا نادانستہ اسی نقطۂ نگاہ سے حقائقِ اسلام کا مطالعہ کرنے لگے (مکاتیب اقبال حصہ اول ص ۷۱ مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم اے) جن لوگوں کو براہِ راست عربی تاریخیں پڑھنے کا موقعہ ملا انہوں نے بھی یورپ کے مستشرقین کی زبردست تنقید HIGHER CRITICISM سے ڈر کر ان بے سرو پا اور جعلی روایات کو جن پر انہوں نے اپنی تحقیق کی بنیاد رکھی تھی صحیح اور مقدم سمجھ لیا۔

اس المناک حقیقت کی وضاحت کے لئے صرف چند افکار و آراء کی طرف اشارہ کرنا کافی ہوگا۔ جدید دنیائے عرب کے ایک مشہور مؤرخ اور ممتاز سیرت نگار عمر ابو النصر نے گستاؤلی بان کے پیش کردہ نظریہ کی تائید میں لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی دور اندیشی اور دور بینی سے معلوم کر لیا کہ ملک عرب کی مضبوطی اور نظام خلافت کی استواری اور اسلام کی شان و شوکت کے لئے قبائل عرب کا ایران و روم سے برسرپیکار ہو جانا ضروری ہے
(اردو ترجمہ حضرت ابوبکر صدیق ص ۸۷ تالیف عمر ابو النصر)

مصر کے مشہور فاضل اور بالغ نظر عالم ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن نے اپنی کتاب "النظم الاسلامیہ" میں لکھا ہے کہ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد جانشینی کا سوال ایک سیاسی ہنگامہ کی شکل میں اٹھا جس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرتؐ نے اپنی زندگی میں اس کا فیصلہ اس لئے نہیں کیا تھا کہ آپ عربوں کے نظام جمہوری کو بہت پسند کرتے تھے۔ صحابہؓ اس سے واقف تھے اس لئے آپ کو اعتماد تھا کہ مسلمان جمہوری طریقۂ انتخاب سے ایک شخص کو حاکم بنا لیں گے۔ مگر صحابہؓ میں شدید اختلاف پیدا ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنی غیر معمولی فراست سے یہ ہنگامہ فرو کیا۔

سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی پاکستان کے ایک مشہور انشاء پرداز، مصنف اور ادیب ہیں جو ایک سیاسی جماعت کے بانی ہیں انہوں نے تحریک خلافت کے دور میں [illegible] بھی لکھا ہے (کتاب [illegible] مولانا مودودی ص ۴۸ حاشیہ مکتبہ الحبیب [illegible]) آپ نے اسی فرانسیسی مستشرق کے نقطۂ نگاہ کو باقاعدہ اسلامی رنگ دے دیا ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:-

"عرب جہاں مسلم پارٹی پیدا ہوئی تھی سب سے پہلے اُسی کو اسلامی حکومت کے زیر نگین کیا گیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ..... صلی اللہ علیہ وسلم نے اطراف کے ممالک کو اپنے اصول و مسلک کی طرف دعوت دی مگر اس کا انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں بلکہ قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا آنحضرتؐ کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ پارٹی کے لیڈر ہوئے تو انہوں نے روم اور ایران دونوں کی غیر اسلامی حکومت پر حملہ کیا اور پھر حضرت عمرؓ نے اس حملہ کو کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچا دیا"
(تفہیمات زیر عنوان "جہاد فی سبیل اللہ" مؤلفہ مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی طبع چہارم ص ۲۸۴ ناشر مکتبہ جماعت اسلامی پٹھانکوٹ)

سر ڈاکٹر علامہ محمد اقبال برصغیر کے شہرہ آفاق فلسفی شاعر تھے جنہیں آپ کے عقیدتمند "کلیم ایشیا" "رسولِ چمن" اور "پیغمبر گلشن" وغیرہ نیت سے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ سر اقبال کے نزدیک فتح ایران تاریخ اسلام کا اہم ترین واقعہ تھا اور اس کی اہمیت آپ کے بقول یہ تھی کہ

(اس نے) "عربوں کو ایک حسین ملک کے علاوہ ایک قدیم تہذیب بھی عطا کی بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ وہ ایک ایسی قوم سے روشناس ہوئے جو سامی اور آریائی عناصر کے امتزاج سے ایک نئی تہذیب کو جنم دے سکتی تھی۔ ہماری مسلم تہذیب سامی اور آریائی تصورات کی پیوندکاری کا حاصل ہے۔ گویا یہ ایسی اولاد ہے جسے آریائی ماں کی نرمی و لطافت اور سامی باپ کے کردار کی پختگی و صلابت ورثہ میں ملی ہے فتح ایران کے بغیر اسلامی تہذیب یک رخی رہ جاتی"
(شذرات فکر اقبال صفحہ ۱۸۱ مرتبہ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال مجلس ترقی ادب لاہور دسمبر ۱۹۷۳ء)

علامہ اسلم جیراجپوری کو بعض حلقے قرآنی فکر اور قرآنی بصیرت کا مجتہد کہتے ہیں مگر علامہ موصوف حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے خلفاء راشدین کا مقام صرف یہ سمجھتے تھے کہ اُن میں اور دوسرے مسلمانوں میں بجز عہدۂ خلافت کے اور کوئی امتیاز نہ تھا اور نہ ان کو اس قسم کی دینی ریاست حاصل تھی کہ جو چاہیں حکم دے دیں وہی مذہبی مسئلہ ہو جائے
(نوادرات ص ۱۴۰ ادارہ طلوع اسلام کراچی ۱۹۵۱ء)

سر سید احمد خاں کا شمار پچھلی صدی کی صف اول کے حقیقت شناس زیرک اور صاحب فراست مسلمانوں مدبروں اور دانشوروں میں ہوتا ہے۔ آپ نے نومبر [illegible] میں مستشرقین یورپ کی تنقید کے سامنے سپر انداز ہو کر یہ افسوسناک نظریہ قائم کر لیا تھا کہ

"استحقاقِ خلافتِ آنحضرت صلعم کا من حیث النبوۃ کسی کو ملنا نہ تھا اس لئے کہ خلافت فی النبوۃ تو محالات سے ہے باقی رہ گئی خلافت فی الملک اصلاح امت واصلاحِ تمدن اس کا ہر کسی کو استحقاق تھا۔ جس کو مل گئی وہی خلیفہ ہو گیا"
(مقالاتِ سر سید جلد ۹ ص ۱۰۱ ناشر مجلس ترقی ادب لاہور)

مولانا الطاف حسین خاں حالی نے "حیاتِ جاوید" میں لکھا ہے کہ سر سید کسی خلافت کے ماننے یا نہ ماننے کو ضروریاتِ دین میں سے نہیں سمجھتے تھے بلکہ خلافت کو محض دنیوی سلطنت کی ایک صورت جانتے تھے۔
(ص ۳۶۳)

ایک بار کسی شخص نے ان سے سوال کیا کہ اگر آپ آنحضرتؐ کے وصال مبارک کے وقت ہوتے تو آپ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے لئے کوشش کرتے یا کسی اور کے لئے۔ سر سید خاں نے نہایت بے اعتنائی سے جواب دیا کہ حضرت مجھے کیا غرض تھی کہ کسی کے لئے کوشش کرتا مجھ سے تو جہاں تک ہو سکتا اپنی ہی خلافت کا ڈول ڈالتا اور سو فیصدی کامیاب ہوتا۔ (ص ۳۶۳)

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شجرکاری کے متعلق چند ضروری معلومات

(مکرم ملک غلام احمد صاحب عطاء وکیل الزراعت)

شجرکاری ایک فن ہے جس کی موجودہ دور میں ہر شہری کو ضرورت ہے اور اسکے خاطرخواہ نتائج حاصل کرنے کے لئے اس کی مبادیات کا علم ہونا ضروری ہے۔ ایسی ابتدائی معلومات کی کمی کی وجہ ہی ہے کہ باوجودیکہ گزشتہ ۲۸ سال سے ہمارے ملک میں درخت لگانے کی مہم جاری ہے اور لاکھوں پودے برائے شجرکاری تقسیم کئے گئے ہیں تاہم درختوں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوسکا۔

درحقیقت ایک تو پودا لگانے کے لئے زمین اچھی طرح تیار نہیں کی جاتی۔ دوسرے پودا لگانے کے بعد مناسب دیکھ بھال نہیں ہوتی۔ نہ اسے پانی دیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس بے احتیاطی کی وجہ سے پودا کامیاب نہیں ہوتا۔ لہذا ان ہدایات پر پوری طرح عمل کیا جانا چاہیئے تاکہ زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل ہوسکے۔

(۱) جگہ تیار کرنا

جب درخت لگانے کے لئے جگہ چن لی جائے تو بے جان ریت اور کنکر والی زمین میں گڑھا کھودا جائے جو اتنا گہرا ہو کہ پودے کی جڑ کا جال اس میں اچھی طرح سما سکے۔ گڑھے کی کھدائی میں جو اچھی مٹی نکلے وہ ایک طرف ڈھیر کرلی جائے اور پودا لگانے کے بعد گڑھا بھرتے وقت سب سے پہلے یہی مٹی ڈالی جائے۔ اس میں مزید کھاد جو گلے سڑے پتوں کی یا گلے ہوئے گوبر کی ہو، کو ساتھ ملا لیا جائے تاکہ گڑھے کی زمین زرخیز ہوجائے۔ کنکر پتھر وغیرہ دوبارہ گڑھے میں شامل نہ کئے جائیں۔

(۲) درختوں کا چناؤ

یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ ہر ایک درخت ہر جگہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ہر درخت کی اپنی عادات اور خصائل اور اپنا ماحول ہوتا ہے اس لئے درختوں کا چناؤ بہت اہمیت رکھتا ہے اور اس کا فیصلہ کرتے وقت مندرجہ ذیل باتوں کا دھیان رکھنا چاہیئے۔

۱۔ آب و ہوا کی مناسبت۔ خاص طور پر کم از کم بارش اور اس کی مختلف موسموں میں تقسیم۔
۲۔ مٹی کی موافقت
۳۔ بڑا ہوجانے پر درخت کی اونچائی۔
۴۔ چھتر کا گھنا پن
۵۔ پودے کی بڑھوتری کی رفتار
۶۔ درخت کی عمر کی حد۔ بعض درخت جلد بڑھ جاتے ہیں مثلاً وٹیلز (WATTLES) لیکن ان کی عمر تھوڑی ہوتی ہے۔
۷۔ ہوا میں کھڑے رہنے کی اہلیت
۸۔ درخت کی مناسبت بطور عمارتی، ایندھن یا بار کی ضرورت میں۔
۹۔ پودے کی جڑ پکڑنے کی خاصیت
۱۰۔ پودے کی بیماری پکڑنے کی مقاومت۔ خاص طور پر باغات اور دوسری فصلوں کے لئے نقصان دہ کیڑوں سے پیدا ہونے والی بیماریوں اور جانوروں کی چرائی سے محفوظ نہ رہ سکنا۔

درختوں کا چناؤ کرتے وقت آس پاس کے علاقے پر نگاہ ڈال لینی چاہیئے کہ وہاں کون کون سے درخت پروان چڑھتے ہیں۔ ایسے درخت سب سے پہلے چننے چاہئیں کہ یہ پہلے ہی اس زمین کے لئے اپنا موزوں ہونا ثابت کرچکے ہیں۔

پاکستان میں آب و ہوا کے لحاظ سے مختلف علاقوں کے لئے درختوں کی مناسب قسمیں

۱۔ **شمالی پہاڑی علاقے** (یہ کوہ مری۔ ہری پور۔ ایبٹ آباد کے علاقہ پر مشتمل ہیں)
ایلنتھس (شجر جنت)۔ اخروٹ۔ چیڑ۔ دیودار۔ سفیدہ (یوکلپٹس)۔ سرو۔ کیل۔ سفیدہ (پاپلر) روبینا (جنگلی کیکر) صنوبر اور سیب۔

۲۔ **پہاڑ کے دامن کے علاقے** (ان میں کیمبل پور، جہلم، گوجرانوالہ، گجرات شامل ہیں)
ایلنتھس۔ املتاس۔ اریٹھا۔ بکائن۔ دروا۔ سفیدہ (پاپلر)
روبینا۔ سمبل۔ شیشم۔ تون اور بید۔

۳۔ **مغربی پہاڑی علاقے** (ڈیرہ اسمٰعیل خان۔ ڈیرہ غازی خان۔ کوئٹہ۔ قلات کے علاقے شامل ہیں)
چلی صنوبر۔ ایش۔ ایلینتھس۔ مزری۔ شہتوت۔ سفیدہ (پاپلر) بید۔

۴۔ **وادی سندھ کے شمالی میدان** (اس میں سرگودھا۔ لاہور۔ ملتان۔ بہاولپور۔ خیرپور کے آب پاش علاقے شامل ہیں)
املتاس۔ کچنار۔ اندرکینی۔ آملہ۔ ارجن۔ اریٹھا۔ بکائن۔ بیر۔ ڈھاک۔ سفیدہ۔ اپل اپل (۱۲۱ ک ۱۶۱ ک) جامن۔ کیکر۔ کاغذی شہتوت۔ پھلاہی۔ پیپل۔ سفیدہ (پاپلر) شیشم۔ سرس۔ سوہانجنا۔ توت۔ سنبل۔

۵۔ **وادی سندھ کے جنوبی میدان** (اس میں حیدرآباد و کراچی ڈویژن شامل ہے)
آم۔ املتاس۔ آملہ۔ ارجن۔ اریٹھا۔ کیکر۔ بکائن۔ بھان۔ سفیدہ۔ املی۔ اپل اپل۔ جامن۔ جنتر۔ کچنار۔ نیم۔ پاکڑ۔ سنبل۔ سرس۔ شیشم۔ سوہانجنا۔ توت اور بید۔

۶۔ **ریگستانی علاقے** (چولستان۔ تھل)
باوری۔ بیر۔ کھمبٹ۔ ریرو۔

۷۔ **شورسے والے علاقے**۔ کیکر۔ بھان۔ فراش۔ سفیدہ۔ نیم۔

۸۔ **سیم والے علاقے**۔ اندرکینی۔ ارجن۔ بکائن۔ جامن۔ بید۔ سفیدہ (یوکلپٹس) اور نیم وغیرہ

(۳) درخت لگانے کے لئے قلمیں اور پودے

دوسری اہم ضرورت بذات خود پودا ہے۔ بعض اوقات درخت مثلاً کیکر۔ بیر۔ پھلاہی اور نستھا وغیرہ بیج سے بوئے جاتے ہیں۔ ان کے بیج ٹبوں، کیاریوں، گڑھوں وغیرہ پر بکھیر دیئے جاتے ہیں یا قطاروں میں بوئے جاتے ہیں۔ اس غرض کے لئے عمدہ بیج حاصل کرنا ضروری ہے۔ بیج بونے کے بعد ان پر مٹی کی تہہ جو بیج کے برابر ہونی چاہیئے بچھا دی جاتی ہے۔ اس طریق سے بیج بونے پر بڑا اعتراض یہ ہے کہ بیج اگنے سے پیشتر ہی یہ پرندوں چوہوں یا کیڑے مکوڑوں کی نذر ہوجاتا ہے۔ علاوہ ازیں زمین میں کافی وتر نہ ہونے کی بناء پر یہ اگتا نہیں اور اگر پھوٹ بھی پڑے تو بارش نہ ہونے کی وجہ سے جب نمی کی قلت ہوجاتی ہے تو یہ جڑ نہیں پکڑتا۔

سو بعض اوقات چھوٹی عمر کے پودے لگانا ہی سود مند رہتا ہے۔ یہ درختوں کی قسم پر منحصر ہے کہ پودے مندرجہ ذیل میں سے کس شکل میں لگانے چاہئیں۔

۱۔ پورا پودا یا گملے میں لگا ہوا پودا۔
۲۔ جڑ یا تنے والی قلمیں۔
۳۔ تازہ شاخوں کی قلمیں۔
۴۔ نئی جڑ سے نکلنے والی شاخوں کی قلمیں۔

پورا پودا لگانا۔ بعض پودے مثلاً سفیدہ (پاپلر) بکائن۔ بید اور چیلی صنوبر وغیرہ گاچی یا گملے کے بغیر ہی لگائے جاسکتے ہیں۔ بعض پودے مٹی کے گملوں میں اچھی طرح ڈھکی ہوئی جڑوں کی شکل میں مل جاتے ہیں۔ پولی تھین کے تھیلوں میں لگے ہوئے پودے گملوں میں لگے ہوئے پودوں کی نسبت وزن میں ہلکے ہوتے ہیں اسلئے انہیں آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جایا جاسکتا ہے اور یہ سستے بھی رہتے ہیں۔ ٹین کے خالی ڈبے بھی اس مقصد کے لئے استعمال کئے جاسکتے ہیں۔

جڑ یا تنے والی قلمیں۔ یہ قلمیں پودگھر میں لگے ہوئے ایک سے دو سال تک کے تخمی پودوں سے حاصل کی جاتی ہیں۔ عام طور پر قلم میں تنا ۲ انچ اور جڑ ۹ انچ ہوتی ہے۔ اسکی موٹائی انگوٹھے کے برابر ہوتی ہے۔ شجرکاری کے موسم میں محکمہ جنگلات ایسی ہی قلمیں اپنی نرسریوں سے تقسیم کرتا ہے۔ پودوں اور قلموں کے حاصل کرنے کیلئے اپنے قریبی مرکز محکمہ جنگلات سے رجوع کرنا چاہیئے جو یہ بالکل معمولی قیمت پر باسانی مہیا کردیتے ہیں۔

مندرجہ ذیل درخت اس طریق سے لگائے جاتے ہیں۔ شیشم، شہتوت، سرس، بکائن اور سنبل وغیرہ۔ ان قلموں کو لگاتے وقت خیال رکھا جائے کہ آنکھوں کا رخ اوپر کی طرف ہو۔

تازہ نکلی ہوئی شاخوں کی قلمیں لگانا۔ بعض درختوں کی شاخوں سے ۹ سے ۱۲ انچ کی قلمیں کاٹ لی جاتی ہیں جب انہیں زمین پر لگایا جاتا ہے تو یہ جڑ پکڑ لیتی ہیں۔ اس طریق سے حسب ذیل درخت لگائے جاسکتے ہیں۔ سفیدہ (پاپلر) بید، فراش، جاپانی شہتوت اور گل نشتر۔ انکے علاوہ بعض خوشنما پودے مثلاً چینیا، چنبیلی اور گڑہل بھی اسی طرح لگائے جاتے ہیں۔ انگور اور دوسری بیلیں بھی شاخوں کی قلموں سے ہی لگائی جاسکتی ہیں۔

جڑوں سے نکلنے والی شاخوں کی قلمیں لگانا۔ شیشم، سفیدہ (پاپلر)، روبینا، زیتون اور بہت سے دوسرے درختوں میں جڑوں کے زمین سے باہر آنے کی صورت میں نئی شاخیں نکل آتی ہیں جو بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتی ہیں اور اصلی درخت کی جگہ لگائی جاتی ہیں یا یہ شاخیں کھود کر نکال لی جاتی ہیں اور پودے یا قلم کی صورت میں مختلف جگہوں پر لگائی جاتی ہیں۔

چوڑے پتوں والے تقریباً تمام درخت اگر زمین سے ایک فٹ اوپر تک کاٹ دیئے جائیں تو ان کے مڈھ سے شاخیں نکل آتی ہیں۔ ایسی شاخیں اپنے طور پر زندہ رہتی ہیں اور اپنی جڑ خود بنا لیتی ہیں۔ درختوں کی یہ خصوصیت شاخ زاد کہلاتی ہے اور درخت لگانے میں اس سے پورا فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے کیونکہ صحت مند شاخوں سے اچھے درخت حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ صنوبر کے درختوں میں عام طور پر یہ صفت نہیں ہوتی۔

(باقی آئندہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتویں صدی ہجری

بزرگانِ سلف کے عقائد

حضرت محمد بن یوسف قریشیؒ و حضرت علامہ ابنِ عساکرؒ

حضرت محمد بن یوسف قریشی رحمۃ اللہ علیہ (المقتول ۶۵۸ ہجری/ ۱۲۶۰ عیسوی) نے منصب مہدی موعود کی نسبت حسبِ ذیل پیشگوئی اپنی کتاب "کفایت الطالب" میں درج فرمائی :-

"اذا غارت الاخیار وقادت الاشرار ... فعند ھا یظھر ابن النبیؐ المھدیؑ" (ص ۵۳۵)

جب پارسا لوگ غارت ہو جائیں گے اور قیادت اشرار کے ہاتھوں میں ہو گی اس وقت "النبیؐ المہدیؑ" کا بیٹا ظاہر ہو گا۔

حضرت علامہ قاسم بن مظفر بن محمود بن عساکرؒ (ولادت ۶۲۹ھ/ ۱۲۳۲ء وفات ۷۲۳ھ/ ۱۳۲۳ء) عظیم محدث تھے آپ اپنی کتاب "المھمات" میں خاتم النبیین کے عالی منصب اور عدیم المثال مقام کی تشریح میں لکھتے ہیں :-

"واما الخاتم بالفتح فمعناہ انہ احسن الانبیاء خَلقًا وخُلقًا ولانہ صلی اللہ علیہ وسلم جمال الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیھم کالخاتم الذی یتجمل بہ"

الجزء الاول ص ۵۵

("سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد" للامام محمد بن یوسف الصالحی الشامی المتوفی ۹۴۲ھ طبع قاہرہ ۱۹۷۲ء)

ترجمہ:- رہے خاتم بالفتح کے معنے سو اس کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ صورت اور حسنِ سیرت میں سب سے بڑھ کر ہیں اور یہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کا جمال ہیں جیسا کہ انگوٹھی سے زینت حاصل کی جاتی ہے۔

سپاسِ تعزیت

خاکسار کی والدہ محترمہ کی وفات پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ مہربانی نماز جنازہ پڑھائی اور اظہارِ افسوس و تعزیت بھی فرمایا۔ اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد افراد اور خواتین مبارکہ اور بہت سے دوسرے بزرگوں اور احباب نے اور کثیر تعداد میں بہنوں نے خاکسار کی قیام گاہ اور دوسرے عزیزوں کے ہاں تشریف لا کر اظہارِ تعزیت کیا اور ہمدردی فرمائی اور ہماری والدہ محترمہ کے ذکرِ خیر میں بہت سی باتیں بتلائیں جن میں سے کئی ایک ہمارے علم میں بھی نہ تھیں۔ اسی طرح پاکستان کے مختلف حصوں سے اور بیرون پاکستان سے ہمدردی سے لبریز تعزیت کے پیغامات بذریعہ خطوط و تار موصول ہو رہے ہیں۔ بہت سی جماعتوں نے نماز جنازہ غائب بھی ادا کی ہے۔ لاہور میں والدہ محترمہ کی وفات ہوئی وہاں جماعت لاہور کے احباب نے برادرم مکرم شیخ فضل احمد صاحب کے مکان پر بڑی کثیر تعداد میں تشریف لا کر نماز جنازہ ادا کی۔ لاہور میں نماز جنازہ محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب نے پڑھائی۔

خاکسار اپنی طرف سے اور اپنے تمام عزیزوں، بھائیوں اور بہنوں کی طرف سے تہِ دل سے ان تمام بزرگوں، دوستوں اور بہنوں کا جنہوں نے اس غم میں ہم سب سے اظہارِ ہمدردی فرمایا اور ہماری دلجوئی کی اور اظہارِ تعزیت کیا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان سب مخلص ہمدردوں اور خیرخواہوں کو اجرِ عظیم عطا کرے۔

(خاکسار شیخ مبارک احمد)

ماہنامہ تشحیذ الاذہان ربوہ

ماہِ فروری ۱۹۷۶ء کا تشحیذ الاذہان ۲ر فروری کو سپردِ ڈاک کیا گیا ہے جن خریداران یا ایجنٹ صاحبان کو ۱۵ر فروری تک نہ ملے وہ خط لکھ کر دوبارہ منگوا لیں۔

(منیجر تشحیذ الاذہان ربوہ)

وقفِ جدید کے سلسلہ میں ایک ضروری اعلان

قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ وقفِ جدید کا نیا سال یکم جنوری سے شروع ہو چکا ہے چنانچہ اب جماعتوں میں فارم برائے وعدہ جات بھجوائے جا رہے ہیں۔ عہدیداران متعلقہ سے گزارش ہے کہ وہ نئے سال کے وعدہ جات نمایاں اضافہ کے ساتھ جلد بھجوائیں۔ نیز چندہ بھجواتے وقت یہ تخصیص فرما دیا کریں کہ اس میں اتنی رقم سالِ گذشتہ ۱۹۷۵ء کی ہے اور اتنی رقم سال ۱۹۷۶ء کی تا کہ اندراجات میں غلطی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

نیز یہ بھی تاکیداً عرض ہے کہ سالِ گذشتہ ۱۹۷۵ء کا حساب عنقریب بند کیا جا رہا ہے اس لئے براہِ مہربانی گذشتہ سال ۱۹۷۵ء سے تعلق رکھنے والی جملہ رقوم فوری طور پر مرکز میں بھجوا دی جائیں اور ان کے بارہ میں یہ بھی وضاحت فرما دی جائے کہ اس میں کتنی رقم بالغان سے تعلق رکھتی ہے اور کتنی دفتر اطفال سے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

(ناظم مال وقفِ جدید۔ ربوہ)

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سالانہ کھیلیں

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی سالانہ کھیلیں مورخہ ۴ اور ۵ر فروری کو نیو کیمپس گراؤنڈ میں منعقد ہوئیں۔ کالج کے تمام طلباء نے بڑی دلچسپی سے ان کھیلوں میں حصہ لیا اور تمام کھیلوں میں بڑھ چڑھ کر شمولیت اختیار کی۔ ان کھیلوں کا آغاز ۴ر فروری کو ایک بجے بعد دوپہر تلاوت قرآن کریم کے ساتھ ہوا اس کے بعد تمام حصہ لینے والے کھلاڑیوں نے مارچ پاسٹ کیا جس کی سلامی محترم پرنسپل صاحب نے لی اور محترم پرنسپل صاحب نے ان مقابلوں کے افتتاح کا اعلان کیا۔ ان تمام مقابلوں میں سائیکل ریس کا مقابلہ بہت دلچسپ تھا جس میں چالیس کے قریب طلباء نے حصہ لیا۔ یہ دوڑ پانچ میل کی تھی اور تمام لڑکوں نے بڑے جوش و خروش کا مظاہرہ کیا اور کسی لڑکے نے ہمت نہیں ہاری۔ اساتذہ کرام کی میوزیکل چیئر ریس بھی بہت دلچسپ رہی۔ مورخہ ۵ر فروری بوقت ۵ بجے شام تقسیم انعامات کی کارروائی عمل میں آئی۔ محترم پرنسپل چوہدری محمد علی صاحب نے جیتنے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔ سیکنڈ ایر کے طالب علم مرید احمد کو سالِ رواں کا بہترین کھلاڑی قرار دیا گیا۔

(ڈی۔ پی۔ ای تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ماہنامہ تحریکِ جدید ربوہ

گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حسبِ سابق ہمیں ایک دیدہ زیب اور معلومات سے پُر سالنامہ شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائی تھی۔ بعض جماعتوں کے امراء صاحبان نے اور بعض مبلغینِ کرام نے اس پرچہ کی افادیت کے پیشِ نظر اس کی زیادہ کاپیاں خرید کر تقسیم کی ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

ابھی کچھ مزید کاپیاں دفتر میں دستیاب ہیں۔ احباب اپنے دوستوں میں تقسیم کرنے کے لئے ایک روپیہ فی کاپی کے حساب سے منگوا سکتے ہیں۔ پرچہ کی اصل قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔

(مینیجنگ ایڈیٹر)

کلیرنس سیل
۱۲ تا ۲۲ر فروری
اہلِ ربوہ یہ اعلان پڑھ کر خوش ہوں گے کہ ہم نے اپنی دکان میں بعض سوتی و ریشمی کپڑوں کی مثلاً فلیٹ کریپ، پلین و پرنٹ، آرٹ سلک لیلن، یونیورسل، کاٹن ٹائی پرنٹ، فلالین پرنٹ، کیمبرک پرنٹ، چیک سٹرٹنگ، کاٹن پکن، اپلے بوائے، جین، کٹ پیس سوتی و ریشمی اور دوپٹے جارجٹ و شنون، شوفینی و ہملٹن۔ احباب خصوصی رعائت کے سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔
خواجہ عبدالمومن مومن کلاتھ ہاؤس ربوہ فون ۵۱۷

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۱۵۴